

اَحْفَظْ عَلَيْهِمُ وَلَا تَقْرَبْ
 الْحُكْمَ عَلَيْهِمْ

رسالہ

شرعیہ

طریقہ

جس میں شریعت اور تصوف کی تحقیق اور اولیاء اللہ سے محبت مذکور
 مصنفہ

مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب (مولوی ضل) امرتسری

مصنف تفسیر ثنائی وغیرہ

مطبوعہ
 ۳۰ دسمبر
 ۱۹۰۹ء
 مطبعہ الکتابین لاہور

رسالہ مسلمان المشرق

آج کل اسلام پر ہر چار طرف سے حملے ہو رہے ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں عیسائی۔ ہندو۔ آریہ۔ اور دیگر قومیں جس طرح اسلام پر نئے اعتراضات کرتے ہیں وہ سب کو معلوم ہیں اس لئے بہت ضروری ہے کہ مسلمانوں کی طرف سے ان حملات کے باقاعدہ جوابات دیئے جائیں۔ اسی غرض کیلئے یہ رسالہ (مسلمان جاری ہوا ہے جو ہر مہینے کی پندراں تاریخ کو زیر ایڈیٹری مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب (مولوی فاضل شائع ہوتا ہے۔ مولانا موصوف کا زور قلم اہل ملک سے مخفی نہیں۔ اس رسالہ میں اسلام کی خوبونکا اظہار اور مخالفین اسلام کے اعتراضات کو معقول جوابات دیئے جاتے ہیں کیا اسلام کے بھی خواہ اور ترقی چاہنے والوں سے امید ہے کہ اس رسالہ کی دل سے قدر کے بہت جلد خریداری کی درخواست بھیجیے۔ قیمت سالانہ عرصہ۔ پنجہ مسلمان

اخبار اہل حد امیر

یہ اخبار کیا ہے؟ مجمع البحرین ہے یعنی دنیائے کا مجموعہ ۱۸۲۲ کے ۱۶ بڑے صفحوں پر مہفتہ وار ہر جمعہ کو اہل حد پریں امرتسر سے شائع ہوتا ہے جس میں مصنفین مذہبی۔ اخلاقی۔ مسائل۔ فتوے اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات وغیرہ درج ہوتے ہیں اور ایک دو صفحوں پر دنیا کی چیدہ چیدہ خبریں بھی درج ہوتی ہیں۔ غرض یہ اخبار توحید و سنت کا حامی۔ شرک و بدعت کا دشمن مخالفین کے سامنے ڈال کا کام دینے والا۔ دنیا کی چیدہ چیدہ خبریں بتلانے والا ہے قیمت سالانہ تین روپے (سے نمونہ کا پرچہ جوابی کارڈ آنے پر مفت بھیجا جائے گا۔

المشتہر

نیچر اخبار اہل حد امیر

نہ رکھ روزہ نہ مہو کا نہ جاسی نہ سجدہ + و نحو کا توڑ دو کوڑا شراب بن دیتا
 ایسے ہی جاہلوں کے زخم اٹھا کر بعض اہل شریعت طریقت و فسادوں
 سے منکر ہو جاتے ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ یہی نمازیں جو ہم سید ہی پیڑ ہی
 پڑھتے ہیں سید ہی اہل سلام ہیں یہی پیڑ سلام علیہ السلام کی تعلیم کا غلط
 اور اصل میں مگر غور و یکہیں تو دونوں کی رائے غلط۔ گو پہلے فریق
 کی تو غلط بلکہ کفر تک پہنچتی ہے۔ اسلئے میں نے چاہا کہ اس رسالہ
 میں شریعت اور طریقت کی نسبت اور تعلق بتلاؤں جو پیڑ علیہ السلام
 نے ان دونوں میں بتلایا ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ طریقت اور
 تصوف کا بیان مشکل ہے جسکی بابت کہا جاتا ہے کہ ۷
 فن التصوف ما اداق بیانه متخیر فیہ الامام الرازی
 یعنی تصوف کا فن ایسا باریک ہے کہ امام رازی رحمہ اللہ جو فاضل اجل و باریک بین
 بھی اس میں سران سرگردان ہیں پھر مجھ جیسے کج معجزانہ کیونکر اسکا مطلب ادا ہو سکے۔
 مگر چونکہ اس مسئلہ کو بزرگان دین اور اکابران ملت تویم علیہم السلام و صوفیاء
 عظام رضی اللہ عنہم نے جو شریعت اور طریقت کے مسئلہ امام ہیں واضح طور سے
 بیان کیا ہوا ہے لہذا انہی کی کتابوں سے نقل کر کے مسئلہ ہذا کی
 توضیح کرتا ہوں۔ الفضل للمتقدم +

(مخاکلہ مصنف)

شہادت اور طریقت

اس مسئلہ کی اصل بنیاد حدیث جبریل ہے جو بخاری مسلم کی روایت سے مشکوٰۃ کے شروع ہی میں منقول ہے جبکہ مفسرین نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ

عن عمر بن الخطاب قال سينا عن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم انك اذا طعم علينا اجل شديد بياض الثياب الى ان قال اخبرني عن الحسن قال ان تعبد الله كالكراه فان لم تكن تراه فانه يراك الحديث .

ایک روز ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں بیٹھے تھے کہ ناگاہ ایک شخص مسافرانہ شکل میں بڑے سفید کپڑوں والا آیا اس نے ایمان اور اسلام کی ثابت سوال کر کے یہ سوال کیا کہ حضرت احسان کیا چیز ہے آپ نے بتایا

احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت ایسی طوع سے کیا کر کہ گویا تو اسکو دیکھ رہا ہے اور اگر تو اسکو نہیں دیکھتا تو بھی کوشش کئے جا کیونکہ وہ تجھے دیکھتا ہے ۛ
یعنی جو کام کر دے کمال اخلاص سے اور اس نیت سے کہ وہ خدا ہمارے اس فعل کو دیکھ رہا ہے ۛ

ہر کام کے دو حصے ہوتے ہیں ایک ظاہر اور ایک باطن۔ ظاہر تو یہی جو ہاتھ پاؤں وغیرہ سے حرکات ہوتی ہیں مثلاً نماز پڑھتے ہوئے جسمانی حرکات کا ہونا۔ تاہم اسکا اٹھانا سر جھکانا زبان سے تکبیرات تسبیحات وغیرہ کا پڑھنا وغیرہ وغیرہ یہ تو ظاہری افعال ہیں فقہاء اور علماء بھی انہی کے متعلق احکام بتلا کرتے ہیں یعنی یہ کہ منہ اس طرف کرو یا تھپیوں باندھو۔ سر نیچے اور ہاتھ پھیرو وغیرہ وغیرہ جو ظاہری احکام ہیں علماء اور فقہاء اپنی ظاہری ارکان کی صحت دیکھ کر نماز کی صحت کا فتوے دیدیا کرتے ہیں اور یہی اسکا منصب ہے مگر باطنی فعل یعنی

اخلاص اور صحت نیت یعنی یہ کہ کرتے ہوئے دلی توجہ فاعل کی اللہ تعالیٰ کی جانب پوری تھی یا نہیں اس پر چونکہ علماء کو اطلاع نہیں اس لئے اس کی نسبت باطل ہی حکم لگا سکتے ہیں کہ ہر کام میں نیت نیک چاہئے پس ہی باطنی حصہ کی اصلاح کا نام تصوف یا طریقت ہے چنانچہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ العزیز ارشاد فرماتے ہیں کہ :-

شریعت را سہ جزو است علم و عمل و اخلاص۔ تا این ہر سہ جزو متحقق نشود شریعت متحقق نشود و چون شریعت متحقق شد رضا و حق سبحانہ و تعالیٰ حاصل گشت کہ فوق جمیع سعادت دنیویہ و اخرویہ است در رضوان من اللہ اکبر پس شریعت متکفل جمیع سعادت دنیویہ و اخرویہ آمد و مطلبے مانند کہ درائے شریعت وراں مطلب اعتیاج افتد طریقت و حقیقت کہ صوفیہ بآن ممتاز گشتہ اند ہر دو خادم شریعت اند در تکمیل بند و ثالث کہ اخلاص است پس مقصود از تحصیل آن ہر دو تکمیل شریعت است نہ امر دیگر و رائے شریعت ۱۱ (مکتوبات جلد اول مکتوب ۳۷)

شریعت کے تین حصے ہیں۔ علم۔ عمل اور اخلاص۔ جب تک یہ تینوں حصے متحقق نہ ہوں گے شریعت کا تحقق بھی نہ ہوگا اور جب شریعت متحقق ہوگی تو خدا تعالیٰ کی مرضی حاصل ہو جائیگی جو تمام دنیاوی اور اخروی نیکیوں سے بڑھ کر ہے کیونکہ خدا کی تھوڑی سی خوشی بھی بہت بڑی ہے پس شریعت تمام دنیاوی اور اخروی نیکیوں کی متکفل ہے اور کوئی مطلب شریعت سے باہر نہیں جسکی حاجت ہو۔ طریقت اور حقیقت جنکے ساتھ صوفیہ کرام ممتاز ہوئے ہیں۔ یہ دونوں میسرے حصے کے کامل کرنے میں جسکا نام اخلاص ہی شریعت کی خادم ہیں۔ پس ان دونوں (طریقت اور حقیقت) کے حاصل کرنے سے اصل مقصود شریعت ہی کی تکمیل ہے نہ شریعت کے سوا کوئی دوسری بات ۱۱

اسی جلد کے مکتوب ۸۴ میں فرماتے ہیں کہ :-

المقصود شریعت و حقیقت میں یکدیگر
 اندر در حقیقت از یک دیگر جدا
 نیستند۔ فرق صرف اجمال و تفصیل
 است۔ ہستہ مال و کشف است۔
 غیب و مشہودات است۔ الی ان
 قال۔ پس متحقق شد کہ خلافت شریعت
 علامت عدم وصول است بحقیقت
 بحکم رسائے از خواجہ نقشبند قدس اللہ
 تعالیٰ سرور الیہ قدس سوال کرو کہ مقصود
 از سیر و سلوک حبسیت فرمودند تا معرفت
 اجمالی تفصیلی گرد و دستہ لالی کشفی
 شود و رزقنا اللہ سبحانہ الثبات
 والایستقامۃ علی الشریعۃ علما
 و عملہ صلوٰۃ اللہ تعالیٰ و سلام علی
 صاحبزادہ (مکتوب)

مطلب یہ ہے کہ شریعت اور حقیقت
 بالکل ایک ہی ہیں ایک دوسری کو
 جدا نہیں۔ فرق صرف اجمال اور
 تفصیل کا ہے اور ہستہ مال اور
 کشف کا ہے (یعنی جو بات ظاہری
 علوم شرعیہ میں بالاجمال اور بالاستدلال
 ملتی ہے وہی طریقت میں بالتفصیل
 اور مشاہدہ سے نظر آتی ہے پس
 ثابت ہوا کہ شریعت کا خلافت کرم
 عدم وصول کی علامت ہے (یعنی
 جو کوئی عسوفی کہلا کر شریعت کے فرائض
 کام کرتا ہے یہ سمجھو کہ وہ منزل مقصود
 پر نہیں پہنچتا) ایک شخص نے حضرت
 نقشبند رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ
 سیر و سلوک یعنی تصوف سے کیا مطلب
 ہے جواب دیا کہ اجمالی معرفت تفصیلی ہو جائے (یعنی جو شریعت میں بالاجمال
 و عسوفی مقامات بتلائے جاتے ہیں وہ مفصل معلوم ہو جائیں اور جو امر عقلی یا نقلی
 دلیلی سے سمجھا جاتا ہے وہ کشفی طور سے مشاہدہ سے میں تجاویز سے ملے
 اسی جہد کے مکتوب ۴۲ میں فرماتے ہیں کہ۔

غیر اللہ کی محبت دور کرنے میں سب
 سے اچھا آلہ اور تجویز اتباع سنت
 نبوی ہے۔

بہترین مصفیہ و ازالہ آں زنگ اتباع
 سنت شیعہ مطہریہ است علیٰ حد جہا
 المستویۃ و سلام و تحیہ (مکتوب)

جہد دوم کے مکتوب۔ میں علماء اور صوفیاء کے اہل کفر فرماتے ہیں کہ۔

نصیب علماء ظواہر از این متابعت
سید المرسلین بعد از تصبیح عقائد علم
شرایع و احکام سرت و عمل بمقتضائهم
آن علم و نصیب صوفیائے علیا
بآنچہ علماء وارند احوال مواجید
ست و علوم و معارف و نصیب
علماء ربانین کہ ورثۃ انبیاء اند علیہم
الصلوة والتسلیمات بآنچہ علماء
ظواہر وارند و بآنچہ صوفیائے
ممتاز اند

(مکتوب ۱۳)

علماء ظاہر کا حصہ یہ ہے کہ بعد تصبیح و
عقائد پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
کے احکام کی متابعت ہی کرتے ہیں اور
صوفیاء کرام کا حصہ علماء کے حصے کے
علاوہ احوال اور مواجید ہیں (جو انہیں
کشفی طور پر دیا دہوتے ہیں) اور علماء
حقہ اور معارف اور علماء ربانین کا جو
انبیاء علیہم السلام کے حقیقی وارث
ہیں یہ ہے کہ دونوں (علماء ظاہر اور
صوفیاء) کے حصوں کو جمع کر لیتے ہیں
(یعنی احکام ظاہری کی پابندی کے علاوہ

باطنی صفائی بھی انہیں علی درجہ کی ہوتی ہے۔

ایسا ہی حضرت مخدوم جہانی شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ
الغریز اپنی مشہور کتاب فتوح الغیب کے مقالہ ۳ میں فرماتے ہیں کہ :-

اجعل الكتاب والسنة امامك وانظر
فيها واعمل بهما ولا تغير بالقال القيل
واللهوس قال الله تعالى وما آتاكم الرسول
فخذوه وما نهاكم عنه فانتهوا
واتقوا الله ان الله شديد العقاب
واتقوا الله ولا تخالفوا فتتروا
العمل بما جاء به وتخترعوا لانفسكم
عمدا وعبادة كما قال الله جل وعلا
في حق قوم ضلوا عن سواء السبيل

کتاب اللہ (قرآن شریف) اور سنت
مطہرہ کو اپنا امام بنانا اور انہی پر غور و فکر
کیا کرو اور انہی پر عمل کیا کرو اور ادھر
اُدھر کی قیل و قال اور بہودہ ہوسوں
سے فریب نہ کھایا کرو خدا فرماتا ہے
جو کچھ تم کو رسول علیہ السلام دیں وہ
لے لو اور جس سے منع کریں ہٹ رہو
اور اللہ سے ڈرتے رہو اس کی مخالفت
نکرو کہ جو احکام اللہ کے رسول علیہ السلام

ورہیانہ رابتدعوہا کتبہا علیہ
ثم اند قد زکی ہر عز وجل نبیہ صلی
اللہ علیہ وسلم ونزہہ من الباطل
والزور فقال وما یبطل عن الہوی
ان ہوا لا وی یوحی ای ما انا کم یہ
من عندی لا من ہوا لا و نفسہ
فاتبعوہ ثم قال ان کنتم تحبون اللہ
فاتبعونی حببکم اللہ فیہن ان طریق
المحبۃ اتباع صلی اللہ علیہ وسلم قولہ
وفعلوا الخ (توح الخیب مقالہ ۳۷)

لاٹھیں ان پر عمل کرنا چھوڑ دو اور اپنے
پاس سے بدعتیں یکجا کر کے لگو جیسا
کہ خداوند تعالیٰ نے گمراہ قوم (عیسائیوں)
کے حق میں فرمایا ہے کہ انہوں نے رشتہ
(ترک دنیا) کی بدعت نکالی ہم نے
انہیں فرض نہ کی تھی پھر خدا نے اپنے
رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو باطل اور
جھوٹ سے پاک بتلایا اور فرمایا کہ وہ
اپنی خواہش سے نہیں بولتا بلکہ جو اس کی
طرف وحی کیجاتی ہے اسی سے بولتا ہے

یعنی جو کچھ وہ تمہارے پاس لایا ہے وہ میرے پاس سے ہے نہ اس کی اپنی خواہش
سے پھر خدا نے فرمایا ای نبی تو کہہ اگر تم اللہ سے محبت کا دعویٰ کرتے ہو تو میری
تالبداری کرو خدا تم سے محبت کریگا پس واضح کر کے بتلادیا کہ محبت کا طریق صرف
یہی ہے کہ ہر ایک قول اور فعل میں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کیجاوے
ایسے وہ جلیل القدر بزرگوں کی شہادتوں سے جو امر ثابت ہوا ہے وہ
یہ ہے کہ شریعت کے دو حصے ہیں ظاہر اور باطن یعنی ظاہری اعمال نماز روزہ
وغیرہ اور باطنی تعلقات خداوندی جو بندوں کو خالق سے وابستہ کرتے ہیں ظاہری
اعمال کی درستی اور ان کے قواعد بتلانا تو ظاہری علماء کا کام ہے باطنی تعلقات
کی یختگی اور درستی صوفیاء کرام کی صحبت کا اثر ہے لیکن کون صوفی؟ وہ نہیں
جو صوف کے کپڑے پہنتے ہوں بلکہ وہ جسکا تعلق باطنی خدا سے مضبوط ہو یا
یوں کہو کہ صوفی وہ ہے جو شریعت کے دونوں حصوں (ظاہری اور باطنی) پر عامل ہو
پس یہ تصوف اور ایسی طریقت سے کون انکاری ہے؟ ایمان سفہ نفسہ
رزقنیہ اللہ وجعلنی ممن یموتہم اللہ رزقنیہ حبہ وجب من حبک وجب

مسند یحییٰ بن یحییٰ

ہم تصوف ہی پر عمل کرنے کی ہرگز ہمت نہ کر سکتے تھے کہ صوفی بننے کی تاکید کرنے کو خدا تعالیٰ فرماتا ہے: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا حُوتَ فِي السُّبُلِ كَذِبٌ فَرِّغُوا مِنْهُ** یعنی اے مسلمانو! پورے اسلام پر عمل کرو یعنی ظاہر باطن شریعت کے دونوں حصوں کی تکمیل کرو ورنہ ظاہر اور باطن کسی کام نہ آویں گے۔ بغیر تصوف بغیر اخلاص کا ل جو ارکان شریعت ادا کئے جائیں ان کی نسبت خداوند تعالیٰ نے صاف فرمایا ہے کہ:-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا حُوتَ فِي السُّبُلِ كَذِبٌ فَرِّغُوا مِنْهُ
الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

یعنی کسی کام نہیں کہ مشرق کو یا مغرب کو یا کسی ایک کی تکمیل کر دو۔

یعنی بغیر اخلاص اور بغیر تکمیل باطن نماز ادا نہ کرو (کسی اہل دل نے انہی صوفی کی طرف اشارہ کر کے کہا ہے :-

نماز جاہلان سجدہ سجدہ است نماز عاشقان ترک وجود است

یعنی کامل بندوں کی نماز میں بڑا جزا اخلاص کامل ہوتا ہے وہ اس کی تکمیل پر زیادہ زور دیتے ہیں اور ذرہ ذرہ ظاہری ارکان پر نہیں لڑا کرتے کہ کسی شخص کو رفع یدین یا آمین بالجہر کر دی تو بس بگ بگولہ ہو گئے اور حکم دیدیا کہ اس کے ساتھ مل کر نماز جائز نہیں۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ ظاہری ارکان ادا ہی نہیں کرتے کڑا تمسکاً

و کذا

اس امر کی مثال (کہ تصوف کو باطنی تعلق کی تکمیل کیونکہ ہوتی ہے) حضرت حجت الاسلام البند شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ رسالہ بہارات میں فرماتے ہیں:-

ایک چیز تحصیل این معنی از ملاحظہ مجاویہ بین البدو و عمیدہ چنانچہ در حدیث قسمت الصلوٰۃ بتین ادین عبدی بدان اشارت است

ترجمہ :- (صفحہ ۱۹)

جہاں تہ قرآن کا مطلب بتلانے سے پہلے اس حدیث کا مضمون بتلانا ضروری

ہے جس کی طرف شاہ صاحب نے اشارہ کیا ہے۔

حدیث قدسی میں آیا ہے کہ خدا فرماتا ہے میں نے نماز کو اپنے میں اور اپنی بندگی میں تقسیم کر دیا ہے۔ میرا بندہ جب الحمد للہ کہتا ہے تو میں کہتا ہوں حمد فی عبدی (میرے بندے نے میری حمد کی) اور جب الرحمن الرحیم کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے اثنی علی عبدی (میرے بندے نے میری تعریف کی) اور جب لا الہ الا انت یوم الدین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے مجد فی عبدی (میرے بندے نے میری بزرگی بیان کی ہے) اور جب ایاک نعبد و ایاک نستعین کہتا ہے تو خدا فرماتا ہے هذا بنی و بن عبدی و لعبدی ما سأل (یہ میرے اور میرے بندے میں شریک ہے کیونکہ میری تعریف ہو اور بندگی کی دعا ہے اور جو بندے نے مجھ سے طلب کیا ہے وہ اُسکو ملے گا) اور جب اهدنا الصراط المستقیم اخیر تک تو خدا فرماتا ہے کہ هذا العبدی و لعبدی ما سأل (یہ میرے بندے کی دعا ہے اور جو بندے نے سوال کیا ہے وہ اُسکو ملے گا) *

یہ ہے مضمون حدیث شریف کا جسکی طرف شاہ صاحب نے اشارہ فرمایا ہے کہ ولی کدورت کو دور کرنے اور صفائی حاصل کرنے کے لئے اس کو زیادہ مفید کوئی چیز نہیں کہ حسب فرمودہ سرور کائنات نماز میں ہر ایک جگہ پر نمازی یہ خیال رکھے کہ خدا کی طرف سے مجھے جواب ملا ہے کہ حمد فی عبدی وغیرہ تاکہ اس طرح غور و فکر کے ساتھ نماز پڑھنے سے دل میں اعلیٰ درجہ کی صفائی حاصل ہوتی ہے یہ تو ایک مثال ہے اسی طرح تمام کاموں کو سمجھنا چاہئے اسی نیک عادت کے مضبوط اور مستقر کرنے میں نیک لوگوں کی صحبت کو دخل ہے یہی وجہ ہے کہ خداوند تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت فرمایا ہے یَتْلُوْا عَلَیْہِمْ اٰیٰتِہٖمْ وَتُرْکِذُہُمْ وَیُعَلِّمُہُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ (یعنی خدا نے اپنا رسول بھیجا ہے جو اوسکے احکام لوگوں کو سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے کتاب اور انالی کی باتیں سکھاتا ہے) تعلیم اور وعظ کے علاوہ تزکیہ کا لفظ بھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت فرمایا گیا ہے تصوف کی اصل الاصول ہے یہی تزکیہ تصوف اور طریقت کے قواعد سے حاصل

ہوتا ہے یعنی اندرونی صفائی جس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی اپنے پروردگار کی قربت
دل لگا کر اور ہمہ تن متوجہ ہو کر کرتا ہے۔ دنیا و مافیہا سے سر و ہر رہتا ہے ہر شے
اُس کو ہی دھن رہتی ہے کہ میرا مالک مجھ سے رہی ہو جائے اور میں دنیا و خلائق
کے ساتھ واپس نہ جاؤں ۛ

نیک صحبت یا صوفیائے کرام کی مصاحبت کی مثال ایسی سمجھو کہ ایک شخص
مستند کی عبارت بطور خود لکھتا ہے کوئی حرف غلط لکھتا ہے تو کوئی سمجھ بھی
لکھ لیتا ہے غرض اس کی تحریر ایسی تو ہوتی ہے کہ مضمون سمجھ میں آسکے لیکن
کسی سرکاری دفتر میں کام نہیں کر سکتا جب تک کہ بہت بڑی مشق اور ہمارت
پیدا نہ کرے۔ یا یوں سمجھو کہ ایک شخص نے پہلو انوں کے بتام داؤ ایک ہی دن
میں سیکھ لیا لیکن وہ اتنے ہی سے کسی بڑے مشاق پہلو ان سے مقابلہ نہیں
کر سکتا۔ ٹھیک سیطرہ سمجھو کہ انسان پر بعض دفعہ جو ایک حالت وارد ہوتی ہے
کہ وہ دنیا کو بالکل فضول سمجھ کر گھڑی دو گھڑی تک ہمہ تن خدا کی طرف متوجہ
ہو جاتا ہے مگر یہ حالت اُس کی غیر مستقر ہوتی ہے۔ اسی حالت غیر مستقرہ کو
مستقر کرنے میں نیک لوگوں کی صحبت کو دخل ہے۔ اسیلئے صحابہ کرام جو
سید الانبیاء کے صحبت یافتہ تھے تمام مسلمانوں سے افضل ہیں ۛ

نتیجہ تصوف و طریقت

اس تمام تقریر سے جو اوپر بیان ہوئی ہے یہ امر بالوضاحت ثابت
ہوتا ہے کہ صوفیائے کرام و اولیاء عظام کی محبت اور ان کی تعظیم و تکریم
ایمان کی علامت ہے اور ان سے بغض و عناد رکھنا گمراہی اور ضلالت ہے کیونکہ
اولیاء اللہ اور صوفیائے کرام شریعت کا ایک ہیچ نمونہ ہیں بلکہ ان

سمجھئے کہ شریعت کی انہوں ہی سنہ تیسل کہہ سکے دیکھائی ہے کہ ہر کچھ شریعت کی پابندی کرے بلکہ اسکا پیغم منو نہ ہو اس سے کہنے و عداوت رکھو والا ایمان دار اور مسلمان ہو سکتا ہے؟ حاشا وکلاً۔ حدیث تقدسی ہیں۔

من عادی لی ولیا فقد اذنتہ بالحد
(الحديث)

خدا فرماتا ہے جو کوئی میرے ولی و عداوت رکھے میرا اس سے اعلان جنگ ہو۔

اس لئے کہ سرکاری سپاہی کی توہین اور تذلیل کرنا کون نہیں جانتا کہ بادشاہ سے مقابلہ کرنے کے برابر ہے۔ مگر غور طلب بات یہ ہے کہ تعظیم و تحقیر کے کیا معنی ہیں؟۔ عیسائی اور مسلمان دونوں قومیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعظیم کرتی ہیں مگر دونوں کی تعظیم میں فرق ہے۔ عیسائی تو حضرت عیسیٰ کو خدا اور خدا کا بیٹا اور معبود سمجھنا تعظیم جانتے ہیں مگر مسلمان ایسی تعظیم کو کفر کہتے ہیں کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود ایسی تعظیم سے منع فرمایا ہے پس ثابت ہوا کہ تعظیم و تحقیر بھی وہی درست اور صحیح ہے جو ان بزرگوں کے منشاء کے مطابق ہو۔ پس اہل جان بزرگوں کی تعظیم و تکریم میں خود ان بزرگوں کے خلاف منشاء و زیادتیاں ہو رہی ہیں وہ ہرگز تعظیم نہیں بلکہ بے ادبی ہے جس سے ناحق ان بزرگوں کو قیامت کے دن خدا کے سامنے جوابدہی لازم ہوگی جیسا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر صلحا کی بابت قرآن شریف میں مذکور ہے۔

يَوْمَ يَخْتَرُهُمْ دَايِعِدُّوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ اَنْتُمْ اَصْلٰكُمُ
عِبَادِيْ هٰؤُلَاءِ اَمْ لَهُمْ صُلُوْا السَّبِيْلُ
قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْبَغِيْ لَنَا اَنْ
نَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اٰذِيَاءٍ وَلٰكِنْ
مَّتَّعْتَهُمْ وَاٰبَاءَهُمْ حَتّٰى لَبُّوْا الَّذِىْ كُرِ
وَكَا لَمَّا قُوْا يَوْمَ رَسِيْطًا ۝۱۰۰

کہ جس روز اللہ انکو اور انکے معبودوں کو جھکو یہ لوگ اللہ کے سوا پوجتے ہیں سب کو جمع کرے گا تو کہے گا کیا تم نے میرے ان بندوں کو گمراہ کیا تھا کہ تم سے دعا میں مانگتے رہے یا وہ خود ہی گمراہ ہوئے۔ وہ کہیں گے کہ خدا وندا! تو پاک ہے ہمیں تو خود دلائق نہیں تھا کہ ہم تیرے سوا کسی کو

اپنا متوالی سمجھیں مگر تو نے لکھو اور انکے باپ دادوں کو ذرا پی دی تھی اسلئے یہ لوگ نصیحت کو بھول گئے اور تباہ ہو گئے۔

بڑی بے ادبی جو بزرگمان دین اور اولیاء کرام کی کیجاتی ہے یہ ہر جو ان کے خلاف منشاؤں کو استہرا د اور حاجت ردائی طلب کیجاتی ہے مثلاً تکلیف کی وقت یہ وظیفہ پڑھنا کہ ادا دکن ادا دکن۔ از بند غم آزاد کن۔ دروین و دیوانہ شاو کن۔ یا شیخ عبد القادر۔ یا شہکشیہ اللہ یا عبد القادر جسکے معنے ہیں اے پیر صاحب! کچھ دیجئے جسکی کوئی تعین بھی نہیں کہ وہ کیا ہے میرا ان کے خلاف منشا ہی کیونکہ حضرت محبوب جہانی مخدوم جہانی شیخ عبد القادر جہانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب فتوح الغیب میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں جسکی الفاظ یہ ہیں کہ:-

اذا ما لست فاستل الله واذا استعنت فاستعن بالله ولوجه العباد ان يتفعلوك لشيء لم يقضه الله لك لم يقدر واعليه ولوجه العباد ان يضروك لشيء لم يقضه الله عليك لم يقدر والى ان قال فينبغي لكل مومن ان يجعل هذا الحديث مرة لقلبه وشعاره وداره وحدثه فيعمل به في جميع حركاته وسكناته حتى يسلم في الدنيا والاخرة ويجد العزة فيهما بروحه الله عز وجل - (فتوح الغيب مقالہ ۴۲)

ما سال الناس من سال الاجمله

جب تم سوال کرو اللہ ہی سے کیا کرو اور جب تم مدد چاہو اللہ ہی سے چاہو اگر تمام بندے تمہیں کسی قسم کا نفع پہنچانا چاہیں جو خدا نے تمہاری قسمت میں نہیں کیا تو کبھی بھی تمہیں نفع نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر تمام بندے ملکر کوشش کریں کہ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچا دیں جو خدا نے تمہارے مقدر میں نہیں کیا تو کبھی نہیں پہنچا سکتے۔ اس حدیث کے نقل کرنے کے بعد پیر صاحب فرماتے ہیں کہ ہر ایک ایماندار کو لازم ہے کہ اس حدیث کو اپنے دل کا شیشہ بنائے اور

بانتے ہیں اور وضعِ ایمانہ +

(مقالہ ۲۳)

نیچے اوپر کا اوڑھنا اور تمام حرکات

سکناات میں اسی حدیث کو اپنا دستور رکھنا

بنائے تاکہ دنیا اور آخرت میں سہولت رہے اور دونوں جہانوں میں اللہ کی رحمت سے حصہ لے سکے۔ مقالہ ۲۳ میں فرماتے ہیں کہ جو کوئی اللہ کے سوا کسی مخلوق سے سوال کرتا ہے وہ خدا سے ناواقف اور ضلالتِ ایمان کی وجہ سے کرتا ہے یعنی ایسے شخص کو خدا کی معرفت نہیں اور اس کا ایمان کمزور ہے۔

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت ممدوح رحمۃ اللہ علیہ کو ہرگز منظور نہیں کہ کوئی شخص اُن سے استمداد کرے یا انکے نام کے ذلیفے پڑے یا اُٹھے بیٹھتے یا شامِ جیلان یا شامِ اللہ کہے پس میں طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف منشاءِ تعظیم و راسلِ تعظیم نہیں بلکہ توہین ہے اسی طرح حضرت مخدوم جہاں کی قدس سرہ العزیز کی ایسی تعظیم جو آجکل جاہل لوگ کرتے ہیں جو جہاں کے منشاء کے مخالف ہونے کے ہرگز تعظیم نہیں بلکہ خلاف اور شقاق ہے۔

بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ جب اولیاء اللہ سے امرِ اطلب کیجاؤ تو پھر ان کی بندگی کیا ہو انکی بندگی کے معنی ہی کیا ہوئے؟

افسوس ہے کہ مسلمانوں کی سادگی کی یہاں تک ذہانت نہ ہو چکی ہے وہ یہ نہیں جانتے کہ یہ کیا اولیاء اللہ کی فضیلت کم ہے کہ انکی تابعداری کا ہم کو حکم ہے وہ خدا کے نیک بندے ہیں انکی دعائیں اکثر خدا قبول فرماتا ہے وہ قبر اور قیامت کے عذاب سے محفوظ ہیں چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَكُفِّرُوا عَنْهُمْ سَيِّئَاتِهِمْ یَوْمَئِذٍ آمِنُونَ یعنی نیک بندے قیامت کے دن کی گہراہٹ سے بخوف ہونگے۔ یہ نہیں کہ اُن کو خدائی میں کسی طرح کا دخل مل گیا ہے۔ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے سُبْحَانَ الَّذِیْ یَسِیْرُ سَمَوَاتِکُمْ وَتَرَىٰ عِلْمُکَ سَمَیْءٍ وَتَرَىٰ عِلْمُکَ سَمَیْءٍ وَتَرَىٰ عِلْمُکَ سَمَیْءٍ وَتَرَىٰ عِلْمُکَ سَمَیْءٍ وہ ذاتِ حُکْم کے قیضے میں سب چیزوں کا اختیار ہے اور وہ سب مخلوق کو جانتا ہے خدایا حمد کہ اوہ اللہ کی محبتِ ایمان ہے اور عبادت اور مخالفت بے ایمانی کا

نشان ہے۔ ایسا ہی برخلاف حکم قرآن و حدیث اور ان کے منشاء کے خلاف
 ان سے استمداد کرنا اور اُن کے بیٹے ان کے نام کا وظیفہ پڑھنا ہی اسلام
 اور ایمان کے خلاف ہے۔ مولوی خرم علی بلہوری مرحوم نے کیا ہی اچھا
 کہا ہے

نظم

ارے لوگو! زباں اپنی کورو کو خدا لعنت کرے اُس روسیاء پر جسے کچھ بغض ہو دے اولیاء پر اتنا اور بھی سن رکھو حضرت!	بزرگوں سے نہیں انکار ہم کو کہ جس کے دل میں ہو بغض ہمیشہ ہمیشہ ابر لعنت اُس پر ہے جو حق پر ناچلے اُس پر بھی لعنت
------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------	--------------------------------------------------------------------------------------------------------------------------

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا
 اے ہماری پروردگار ہمیں اور ہمارے بزرگوں کو جو پہلے ایماندار گزر چکے ہیں بخشد
 جَعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ
 اور ہماری دلوں میں ایمانداروں کا کینہ پیدا نہ کر اے ہمارے مولا! تو ہی

سَوْفَ نَرْجِعُ

بڑا مہربان رحم کرنے والا ہے

آمین

مسدود بیان توحید

تجھے بوالہوس کیا ہو گیا ہے عبت کیوں بدینہ پھر دی ولی کو گنہگار بننا ہے نہیں کیا بتک تفسیر
 خدا فرما چکا قرآن کے اندر میری مختلف میں ہر جیسے
 وہی دیکھو چاہے عزت و جا کرے چاہے خوار و ذلیل آہ نصیب میں اسی ہو تو وہ نہ ہو نہ ہو تو وہ نہ ہو
 نہیں طاقت سوا اس کی کسی میں کہ کام آوی تمہاری کسی میں
 یہ ہیں جو بھرتیری تو پتھر جو ناحق ناگنا پھر تار دی ولی اور غوث اور سید عالم شاکرین یہاں محتاج نہ ہے
 جو خود محتاج ہو وہی دوسرا بھلا اس سے دیکھا لگتا کیا
 تجھے شیطان نے بھکا یا آؤ کر دی ہر بت پرست تو الزام مگر جو قبر و جہنم عجب اوشام کہے افسوس ہر قوم میں مسدود
 خدا سے اور بزرگوں کی ہر ہر کسی ہر شرک یار واسطی
 غضب بعضی مسلم جا کر بھی کیا کرتے ہیں اس میں چشم پوشی شرک کو سچ میں لگی داریہ پھر کھیں خوب نہ بھی
 خبر قرآن میں ہے یہ محقق نہ بخشید گا خدا مشرک کو پتھر
 محمد مصطفیٰ عالم کے سردار رحیم استنان مصیبت کار بذر خسرو کو اس سے بڑا نہ بخشید گا خدا اوستہ اکیسنا
 معاذ اللہ جس سے نہ بخشا مقرر وہ جہنم میں پڑے گا
 میں بالکل تیار ہو گیا عبت کہا تم ہو صاحبان تمہارا دعویٰ کہاں ہے تہا سمجھے ہی نہیں کیا تو بڑا بڑا
 اگر قرآن کو سچ جانتے ہو تو پھر تم سنتیں کیوں مانتے ہو
 کچھ مانتے نہ تھے نبی کی کہو حسنین کی گناہوں کی کیے پیروں کی اور گناہوں کی گناہے سدجہ شیطان کے جی کہ
 نہیں رہے یہ ہرگز مصطفیٰ کا نہ صحابہ کرام با صفا کا نہ اہل اجتہاد یا رساکا طیعان طریق محبتے کا
 ہے شیطان دشمن اولاد اس سکھاتا ہو وہی راہ جہنم
 نہ تھے وہی کہہ رہے جہاں بہکے یہ اسکا رہا ہی کوئی کب داؤں سے اسکی پاؤں جہنم کو درہم و برہم کیا کر
 کسی کو بت پرستی ہو سکھاتا کسی کو ہر وہ بدیہ جہنم
 سچائی کا فرق کو بت کی توفیق انی تھوڑی انی تعظیم مسلمانوں کو دیکھا اس سے ہم انہیں انی کی قبر و کی تعظیم
 غرض اللہ سے دو ٹوکو دیکھا بھلا کر راہ جا خدق میں
 کیا بقول و فعل اللہ کے مشابہ کا فرق ہو گئے پر خیال اتنا نہیں تم کو برا کہ اس کے گناہ میں مش مشر
 مسلمانوں کو اسوہ چو تو دلیں کھنسنے ہو کس طرح تم کو برا
 بیشہ قرہی پوچھا کہ دیار خدا کو بھوان چھوڑا ہے کیا پکارا اولیاء کو دن میں یا یا نام خدا منہ و نہ زبیر نام
 بہت ذلت میں لکھا ہے تو کیا خدا کی ہر ہر خدا کی ہر ہر خدا کی ہر ہر خدا کی ہر ہر خدا کی ہر ہر خدا کی

نبوت تاب اور طاعت کی تمہیں لطف و ضرر پہونگی کہی جو چاہو وہ دسی کہتا ہونی نہیں ہو یہ جگہ کم مانگی
 وہ مالک ہو سب کے اسکا لاجا نہیں ہو کوئی اسکا گھر کاغذاً
 خدا سا کہن ہو معنی توانا ہر اک بند کی اسیدت وانا سمجھ کر ہوں گئی تیری رونا میاں یا ہو گیا ہو تو دیوانا
 وہ کیا ہو جو نہیں ہوتا خدا جسے تم مانگتے ہو اولیاء جو نہیں ہوتا خدا جسے تم مانگتے ہو اولیاء
 مجاہد جہل ہو عالم میں بھلا جو مانس حق کو سودہ باجے جو مجاہدیں نہیں سید ہوا لٹا سمجھتے ہیں بچا ایسے سوہولا
 بتاتا ہو کوئی منکر نبی ہو کوئی حسین ہو کوئی علی ہو کوئی بلکتا پیر ہو خودی اسی حساب یہ منکر میں ہلی ہو
 ہیں انکار گر ہوتا نبی کا تو پھر کیوں چلتے ہم اسکا طریقہ مسلمان ہی کہلاتی ہم صلا دے اپنا تو ہو یہ قول سچا
 جو ہوتے دشمن آں کیستہر تو تیری طرح ہم بھی شاد ہو محرم کو مناتے عید کر کہ نہ لاتے یہ سخن ہرگز زبان پر
 بر اگر جانتے حضرت علی کو تو بد کیوں کہتے ہم پھر خدای کو خدا را جہل پر پندہ ہو لو ذرا یہ قول بولانا کا سن لو
 خدایا مشرکوں کو کیجئے خوا نہ جو رہیں ہمیں تا ایسی نہا نہیں ہو اولیاء ہم کو انکار رکھو حق دور ہو اس سے سوا
 جو بے معنی آیات محکم دیا ملے نہ قول خیر تو دیار تہ نبی کا سمجھے کچھ کم دکھاؤ حق اُسے نارِ جہنم
 نصیحت کر کر تو ہم گئے مار اتر ہوتا نہیں پر نکو نہار یہ پھر بھی کہتے ہیں تیرے بنکار خدا را چھوڑو رسم شک کفار
 اگر مانو تو اس میں تیری ہو نہ مانو گے تو پھر جاگہ دی ہو تمہیں نہر کسی کی کیا طریقی یہاں خود اپنی سر پر آئی ہو
 تو اپنی حال میں کچھ سوچو خرم زبان ب بند کرنا اللہ اعلم

(شریعت کا کھولنا)

تہ